حلقہ نظام المشائخ اور علامہ اقبال

نور محمد قادری

اورینٹل کالج میگزین کے شمارۂ خاص ۱۹۸۲ء میں ''نادراتِ شبلی'' کے عنوان کے تحت علامہ شبلی نعمانی کا ایک عارفانہ لیکچر سات صفحات پر مشتمل (ص ۳۸۳ تا ۳۸۹) شائع ہوا ہے۔ یہ لیکچر انھوں نے رمضان المبارک ۳۲ھ میں ''حلقۂ نظام المشائخ'' کے ایک اجتماع منعقدہ دہلی میں پڑھا تھا۔ اہلِ تصوف کی بے حسی اور بے عملی کو دیکھتے ہوئے خواجہ حسن نظامی نے مشائخ عظام کو متحد کرنے اور اُن کی فلاح و بہبود کے لیے اپنے چند احباب کے اشتراک سے ایک تنظیم بنام ''حلقہ نظام المشائخ'' ۱۹۰۸ء میں قائم کی تھی۔ اب بہت کم لوگ اس تنظیم کے نام اور اُس کی کارکردگی سے واقف ہیں۔ حالاں کہ اس تنظیم کے ارکان میں حضرت علامہ اقبالؒ بھی شامل تھے۔ ذیل میں تنظیم کے متعلق چند معلومات پیش کی جا رہی ہیں۔

اس تنظیم کی تشکیل اور اس کے اغراض و مقاصد کے متعلق خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''۱۹۰۸ء کا ذکر ہے میں نے، ملا واحدی، قاضی لطیف الدین پیر زادے درگاہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور سید علاؤ الدین نصیری پیرزادے درگاہ چراغ دہلیؒ وغیرہ نے مل کر مشائخ صوفیہ کی خدمات کے لیے ایک جماعت قائم کی تھی۔ اس کا نام ''حلقہ نظام المشائخ'' رکھا گیا تھا اور دہلی کے بازار چتلی قبر میں نواب غلام نصیر الدین عرف نواب بدھن کے عالی شان مکان میں اس کی منزل گاہ قائم ہوئی، جہاں روزانہ دہلی کے نوجوان جمع ہو کر حلقے کے چار مقاصد پر تقریریں کرتے تھے۔ وہ چار مقاصد یہ تھے۔

۱- علمِ تصوف کی حفاظت اور اشاعت

۲- مشائخ صوفیہ کا اتحاد

۳- عُرسوں اور خانقاہوں کی اُن مراسم کی اصلاح جو شریعت اور طریقت کے خلاف ہوں۔

۴- مشائخ کے سیاسی حقوق کا تحفظ بذریعہ مسلم لیگ

اسی سال میں نے حلقے کے مقاصد کی اشاعت کے لیے بنگال کا سفر کیا اور ڈھاکہ میں نواب خواجہ سلیم اللہ مرحوم نے اس کام میں بہت مدد کی ، سہروردی خاندان کے اکثر افراد اس کے رکن بنے۔

جون ۱۹۱۱ء میں مَیں نے حلقے کے مقاصد کی تبلیغ کے لیے حضرت مولانا سید امام الدین دیوان درگاہ اجمیر شریف کی تحریک سے ممالکِ اسلامیہ کا سفر کیا اور مصر ، فلسطین ، شام اور مدینہ منورہ کے مشائخ شاذلیہ رفاعیہ وغیرہ میں حلقے کی تبلیغ کی۔ حضرت اکبر الہ آبادی اور حضرت مولانا محمد شاہ سلیمان پھلواروی کو اس حلقہ سے بہت دل چسپی اور ہمدردی تھی۔"[۱]

خواجہ صاحب نے مشائخ عظام کے علاوہ برصغیر ہند و پاک کے علماء ، فضلاء اور دردمند مسلمانوں سے بھی اس تنظیم میں شرکت کی درخواست کی۔ چنانچہ ان کی اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے فاضل اور علم دوست حضرات کی کثیر تعداد اس تنظیم کے ارکان میں شامل ہو گئی۔

۱۹۴۶ء میں "منادی" کی ایک اشاعت میں خواجہ صاحب نے چند مشاہیر کے دستخطوں کے فوٹو بھی شائع کیے ہیں ، جو اس تنظیم کے باقاعدہ ارکان میں سے تھے۔ اُن مشاہیر کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں :

۱- مولانا ابوالکلام آزاد ، کلکتہ
۲- نواب محمد مزمل خاں ، بھیکم پور ضلع علی گڑھ
۳- محمد اقبال بیرسٹر - ایٹ - لاء ، لاہور
۴- حسین شہید سہروردی ، کلکتہ
۵- محمد علی بی - اے (آکسن) ، کوچہ لنگرخانہ رام پور (بعد میں مولانا محمد علی جوہر)
۶- عبداللہ المامون سہروردی ، کلکتہ
۷- حسن شاہد سہروردی ، کلکتہ
۸- زاہد سہروردی ، کلکتہ
۹- محمود سہروردی ، کلکتہ

۱- ماہ نامہ "نظام المشائخ" ، کراچی ، مئی ۱۹۵۲ء ، ص ۱ ، ۲ -

۱۰۔ خجستہ اختر بانو سہروردیہ ، کلکتہ
۱۱۔ حبیب الرحمٰن خاں شیروانی ، حبیب گنج ، ضلع علی گڑھ
۱۲۔ نواب سید امیر حسن ، کلکتہ[۲]

مندرجہ بالا حضرات میں سے ابوالکلام آزاد ایسے ہیں جنھوں نے اس تنظیم کا رکن بننے کے ساتھ ''باستشنائے تعلق مسلم لیگ'' کی قید بھی لگائی ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوالکلام آزاد بدو شعور ہی سے ذہنی طور پر مسلم لیگ کے حق بجانب تھے ۔ مولانا آزاد کے ایک عقیدت مند اور قریبی دوست مولانا کی سیاست کا ذکر بڑے دردمندانہ انداز میں اس طرح کرتے ہیں :

''فی زمانہ کانگرس کے صدر میرے قدیم رفیق دوست مولانا ابوالکلام آزاد ہیں ، جن کی نسبت قوم کو یقین تھا کہ وہ آئندہ زمانے میں امام غزالی اور رازی کے پیکر میں نظر آئیں گے ۔ لیکن ہماری امید کے خلاف اب وہ مہاتما کے چیلے نظر آتے ہیں ۔ حالی نے کیا خوب کہا ہے :

کہے بے سپر جس نے ساتوں سمندر
دہانے میں گنگا کے ڈوبا وہ آ کر''[۳]

مندرجہ بالا حضرات کے علاوہ پروفیسر غلام محمد طور ، علامہ شبلی نعمانی ، شہزادہ مرزا محمد اشرف گورگانی ، سابق ڈپٹی کمشنر منچن آباد اور حضرت سلیمان پھلواروی کو بھی اس تنظیم سے بہت ہمدردی اور دل چسپی تھی ۔

غلام محمد طور سیالکوٹ کے ایک ہونہار نوجوان شاعر تھے ۔ اُن کے دیوان ''کلامِ طور'' کے بارے میں حضرت علامہ اقبال کی رائے ہے :

''کلامِ طور'' میری نظر سے گزرا ہے ۔ بہت اچھا کلام ہے ۔ طور مرحوم ایک ہونہار شاعر تھے ، مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی ۔ بہرحال جو کچھ انھوں نے لکھا ، بہت اچھا لکھا''[۴]

۲۔ ہفت روزہ ''منادی'' ، دہلی ، ۱۶ جون ۱۹۴۶ء ، ص ۶ ۔
۳۔ یاد ایّام ، تالیف مولانا عبدالرزاق کانپوری ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۴۶ء ، ص ۴۶ ، ۴۷ ۔
۴۔ ماہِ نو کراچی ، اپریل نمبر ، اپریل ۱۹۷۰ء ، مضمون عابد رضا بیدار ، ص ۱۴ ۔

غلام محمد طور نے "حلقہ نظام المشائخ" کے بارے میں ایک نظم بھی لکھی تھی جو اُسی زمانہ میں ماہ نامہ "نظام المشائخ" میں شائع ہوئی تھی۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

حلقۂ اہل طریقت یا مشائخ کا نظام
جو اُٹھا ہے ہند کے مرکز سے باصد احتشام
خفتگانِ خاکِ دلی کا ہے فیضِ معنوی
دستگیری ہے جنہیں واماندگاں کی لازمی
بہرِ حفظِ علمِ باطن اس نے باندھی ہے کمر
تا نہ آمادہ شرارت پر ہو کوئی اہلِ شر
انبیاء کے علم کے وارث ہیں مردانِ خدا
ہے ازل سے تا ابد جاری یہ دریا فیض کا
صوفیو! مسند نشیں تم ہو شہِ لولاک کے
ہو زمانہ میں امیں نور خدائے پاک کے
نور مہر و ماہ سے جیسے فلک پر نور ہے
عکسِ رخ سے آپ کے گیتی یونہی معمور ہے
سر زمینِ ہند بھی پُر نور مثلِ طور ہو
جس قدر ظلمت یہاں چھائی ہے سب کافور ہو ۵

علامہ شبلی نعمانی کی ذات محتاجِ تعارف نہیں۔ انہوں نے "حلقہ نظام المشائخ" کے ایک اجلاس میں تصوف پر ایک جامع مقالہ پڑھا جو افضل حق قرشی نے اورینٹل کالج میگزین کے شمارہ خاص جلد ۵۸ نمبر ۱، ۲ دسمبر ۱۹۸۲ء میں (ص ۳۸۳ تا ۳۸۹) میں شائع کروا دیا ہے۔

مرزا محمد اشرف نے حلقہ کے بارے میں نہایت دل چسپ خط خواجہ صاحب کو لکھا جس کی چند سطور قارئین کی دل چسپی کے لیے درج ذیل کی جا رہی ہیں :

"یہ کام دینی خدمات میں سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری ہے۔ سب سے زیادہ مقدس اور سب سے زیادہ پیارا ہے۔ خدا کا

۵۔ ماہ نامہ "نظام المشائخ"، دہلی، شعبان ۱۳۲۷ھ، ص ۳۵۔

کام ہے اُسی کو اس کے پورا کرنے کی لاج ہے ۔ مجھ کو یقین کامل ہے اور اس یقین پر میں سر میں سفید بال آنے سے پہلے سے قائم ہوں ۔ اگر مسلمانوں کی قومی ، تمدنی ، مالی اور دینی اصلاح ہوگی تو تصوف سے ہوگی مجھ کو آپ کی ہمت اور ارباب حلقہ کی استقامت سے بہت سی امیدیں ہیں ۔ اربابِ حلقہ کو اپنے اوقات پختگی کے ساتھ اس طرح گزارنے پڑیں گے کہ مسلمانوں کو اُن میں سوائے مرغوبیّت اور محبوبیت کے اور کچھ نظر نہ آئے اور اُن کو دیکھنے سے اسلاف ، اتقیاء کی یاد تازی ہو جائے ۔ جنید و شبلی و عطار رحمۃ اللہ علیہم سے انگریزی خوانوں کو متعارف کرا دیں ۔ محی الدین ابن عربی کو مل اور سپنسر کے ساتھ الماریوں میں لگا دیں ۔ امت کو پھر مولا کے دروازے پر پہنچا دیں[۶] "۔

خواجہ صاحب نے "حلقہ نظام المشائخ" کے صدر دفتر کے طور پر ایک وسیع عمارت بنام "درویش خانہ" تعمیر کروائی ۔ جس کا افتتاح بڑی دھوم دھام سے ۱۸ شوال ۱۳۳۲ھ کو ہوا ۔ جس میں شرکت کے لیے دور دور سے مشائخ عظام تشریف لائے ۔ چند اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں ۔

۱۔ سید نثار احمد چشتی متولی درگاہ اجمیر شریف ۔
۲۔ سید دوست محمد چشتی صاحبزادہ درگاہ اجمیر شریف
۳۔ مولانا سید شاہ سلیمان پھلواروی شریف
۴۔ حافظ محمد علی چشتی درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

وغیرہم صدر "حلقہ نظام المشائخ" حضرت شاہ سلیمان پھلواروی نے میلاد شریف پر لیکچر دیا ، جس کا ذکر خواجہ صاحب نے اس طرح کیا ہے :

"اول حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواروی نے میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نہایت مستانہ و تصوفانہ لیکچر دیا ۔ ایسا عالمانہ و فاضلانہ بیان کسی نے نہ سنا تھا جس میں ذکر میلاد کو اسرارِ تصوف و نکاتِ درویش میں ادا کیا گیا تھا ۔ اثر کا یہ عالم تھا کہ تمام محفل بسمل بنی ہوئی تھی اور چاروں طرف شور و بکا اٹھ رہا تھا"[۷] ۔

خواجہ صاحب نے حلقہ کے لیے لڑیچر لکھوایا اور شائع بھی کیا۔

۶۔ ماہ نامہ "نظام المشائخ" دہلی شعبان ۱۳۲۷ھ ص ۵۲ ، ۵۳ ۔
۷۔ ایضاً ، ذی قعد ۱۳۳۲ھ ص ۶۱ ، ۶۲ ۔

سید محمد ذوقی شاہ مصنف ''سرِّ دلبراں'' سے ایک کتاب ''برزخ'' لکھوائی گئی اور صوفی پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ منڈی بہاء الدین ضلع گجرات سے ۱۹۱۲ء میں شائع کروائی گئی ۔ کتاب کے تعارف میں خواجہ صاحب فرماتے ہیں :

''یہ کتاب جس کا نام برزخ ہے ، حلقہ نظام المشائخ دہلی نے مولوی سید محمد ذوقی شاہ چشتی سے خاص فرمائش کر کے لکھوائی ہے ...... ذوقی شاہ نے دین و تصوف کی تمام اصولی و فرعی باتوں پر روشنی ڈالی ہے ۔ زبان صاف ہے ، طرز ادا سلیس ہے اور عام فہم ۔ اس کی بڑی ضرورت تھی تاکہ فارسی و عربی کی پیچیدگیاں فہم مقاصد میں سدراہ نہ ہوں ۔ میں حلقۃ المشائخ کی جانب سے اس کی اشاعت کا حق ملک محمد الدین نظامی ایڈیٹر رسالہ ''صوفی'' کو دیتا ہوں ، جو ہمہ تن خدمت مشائخ عظام اور اشاعت تصوف میں برسوں سے مصروف و منہمک ہیں''[۸] ۔

مضمون کے شروع میں اس امر کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے کہ حضرت علامہ اقبالؒ بھی اس تنظیم کے ممبر تھے اب اس کی قدرے تفصیل ملاحظہ ہو ۔

''حلقہ نظام المشائخ'' کی تنظیم میں شامل ہونے کی دعوت کے جواب میں ۲۵ نومبر ۱۹۰۸ء کو خواجہ صاحب کو لکھتے ہیں :

''آپ کے حلقے کا ذکر پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ۔ مجھے بھی اس حلقہ میں شامل تصور کیجیے ۔ اور اہل حلقہ سے استدعا کیجیے کہ میرے حق میں دعا کریں''[۹]۔

۱۳ جنوری ۱۹۰۹ء کو خواجہ صاحب کو تحریر فرماتے ہیں :

''حلقہ انظام المشائخ کے متعلق آج مسٹر محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لا سے سن کر بڑی خوشی ہوئی ۔ خدا کرے آپ کے کام میں ترقی ہو ، مجھے بھی اپنے حلقۂ مشائخ کے ادنیٰ ملازمین میں تصور کیجیے ۔ مجھے ذرا کاروبار کی طرف سے اطمینان ہو جائے تو پھر عملی طور پر اس میں دل چسپی لینے کو حاضر ہوں ۔ میری طرف سے مزار شریف پر بھی حاضر ہو کر عرض کیجیے''[۱۰]

۸- ''برزخ'' تالیف سید محمد ذوقی شاہ منڈی بہاءالدین ۱۹۱۲ء ص ۱ تا ۴

۹- اقبال نامہ حصہ دوم ، لاہور ۱۹۵۱ء مکتوب بنام خواجہ حسن نظامی ص ۳۶۱

۱۰- ایضاً - ص ۳۶۲

خواجہ حسن نظامی کی یہ تنظیم چند برسوں میں ناگزیر اسباب کی بنا پر ختم ہوگئی ، لیکن حضرت علامہ اقبال کے دل میں یہ خیال مستقل طور پر جاگزیں ہو گیا کہ مشائخ عظام کی ایک نمائندہ تنظیم ہونی چاہیے اور وہ آخری عمر میں اس میں عملی طور پر بھی حصہ لینے کے لیے تیار تھے ۔

۱۹۳۱ء میں مولوی محمد صالح کو تحریر فرماتے ہیں :

''فی الحال یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قدیم سجادوں کے نوجوان مالک ایک جگہ جمع ہو کر مشورہ کریں کہ کس طرح اُس کی حفاظت کی جا سکتی ہے جو اُن کے بزرگوں کی کوشش سے پھلا پھولا تھا ۔ اب جو کچھ ہو گا نوجوان علماء و نوجوان صوفیہ سے ہی ہو گا ، جن کے دلوں میں خدا نے احساس حفاظت ملی پیدا کر دیا ہے ۔

خواجہ صاحب (خواجہ نظام الدین) کی خدمت میں عرض کر دیجیے کہ وہ ایسے نوجوان سجادہ نشینوں کو ایک جگہ جمع کر لیں ۔ میں بھی وہاں حاضر ہو کر اُن کی مُشورت میں مدد دوں گا ۔ یہ جلسہ فی الحال پرائیویٹ ہو گا ۔ میرے خیال میں ایسے نوجوانوں کی کافی تعداد ہے ۔ اُن کے نام دعوت جاری ہو اور اس پر اگر میرے دستخطوں کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں''۱۱ ۔

مولوی صاحب کو ایک اور خط میں (۱۲ مئی ۱۹۳۱ء) کو تحریر کرتے ہیں :

''آپ مہربانی کر کے بواپسی ڈاک دو باتوں کا جواب دیں ۔

۱۔ خواجہ صاحب اور دیگر نوجوان سجادہ نشین کون سی تاریخ کو وہاں (پاک پٹن شریف) موجود ہوں گے ۔

۲۔ اگر میں پاک پٹن حاضر نہ ہو سکا تو کیا اور کوئی موقع ہو سکتا ہے یا کوئی اور ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ میں ان سب سے ایک مقام پر مل سکوں اور اپنی معروضات اُن کی خدمت میں پیش کر سکوں ۔ ان باتوں کا جواب فوراً ارسال فرمائیے''۱۲ ۔

خواجہ نظام الدین کی کوشش سے صوفیاء کرام کا اجتماع جون کے شروع میں پاک پٹن شریف ہوا ، لیکن حضرت علامہ اقبال بیماری کی وجہ سے اس میں

۱۱۔ اقبال نامہ حصہ دوم ۱۹۵۱ء ص ۲۸۴ ، ۲۸۵ ۔

۱۲۔ ایضاً ۔ ص ۲۸۹

شرکت نہ کر سکے ۔ جس کا انھیں از حد افسوس تھا ۔ مولوی محمد صالح کے نام ۷ جون ۱۹۳۱ء کے گرامی نامہ میں لکھتے ہیں :

''معلوم ہوتا ہے آپ اور حضرت خواجہ صاحب میرے تار اور خط کو فراموش کر گئے یا ممکن ہے تار کا مطلب صحیح نہ سمجھا گیا ہو اور خط نہ ملا ہو ۔ میں نے تار اور خط دونوں میں لکھ دیا تھا کہ میں درد دنداں میں مبتلا ہو گیا ہوں اور چار روز کی سخت تکلیف کے بعد دونوں دانت جو دکھتے تھے اُن کو اُکھڑوا دیا گیا ۔ اگر یہ خط اور تار پہنچنے کے بعد بھی خواجہ صاحب نے بقول آپ کے میرے نہ آ سکنے کو بُرا محسوس کیا تو مجھے تعجب بھی ہے اور افسوس بھی . . . باقی رہا مقصود جس کے لیے سفر کرنا تھا سو مجھے یہ لکھنے میں تامل نہیں کہ اس کا ایک پہلو سیاسی بھی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اسلام بحیثیت مذہب کے دین و سیاست کا جامع ہے ۔ میں نے جو حضرات مشائخ کو اس طرف متوجہ کرنے کا قصد کیا تھا وہ محض اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تھا نہ اپنے نام و نمود کی خاطر ، خیال تھا کہ شاید اسی طریق سے نوجوان صوفیہ میں کہ اُن کے اقتدار کا دار و مدار بھی اسلام کی زندگی پر ہے ، کچھ حرارت پیدا ہو جائے اور وہ کلاً نہیں تو جزاً اس کام میں شریک ہو جائیں ۔ خواجہ صاحب اگر اس تحریک میں شریک ہوں تو میرے عقیدے کی رو سے اُن کی سعادت ہے ۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اس ساری تحریک کا سہرا اُن ہی کے سر رہے''۱۳ ۔

۱۳- اقبال نامہ حصہ دوم ۱۹۵۱ء لاہور ص ۲۹۲ تا ۲۹۴